رسالہ سیرتِ مسیح

THE UNIVERSAL CHRIST

یعنی

اُن مقالوں اورنظموں کا مجموعہ جوانجمن" اخوت اندریاسیہ۔ لاہورکی طرف سے منعقدہ جلسہ میلا دالمسیح میں بتاریخ ۱۷ دسمبر ۱۹۳۹ء میں وائی۔ایم۔ سی۔ اے ہال لاہورمیں مسیحی اورغیر مسیحی احباب نے پڑھے

1940

Urdu

Nov. 25, 2006
www.muhammadanism.org

گذارش

بروزاتوار۱۷دسمبر۱۹۳۹ء اخوت اندریاسیه لاہورکے زیراہتمام جمله مذاہب کے نمائندگان اورپیروؤں کا ایک مشترکه جلسه میلاد المسیح کی عید سعید منانے کے لئے وائی۔ ایم۔ سی ۔ اے ہال لاہورمیں زیرصدارت بزرگ محترم قبله پروفیسر سراج الدین صاحب منعقدہوا۔ وہ گلہائے عقیدت جوحضورکے قدموں میں پیش کئے گئے۔ اوروہ دلنواز درروح پرورنظمیں جوجلسه مذکورمیں پڑھی گئیں ۔ اب سب وعده کتابی صورت میں شائع کرکے ہدیه شائقین کی جاتی ہیں۔ اُمید واثق ہے که مذہبی مذاق رکھنے والے کل احباب عام اس سے که ہندوہوں یا مسلم۔سکھ یا مسیحی سب اسے ذوق وشوق سے پڑھینگے۔ اوراس کے مطالعه سے بدرجه تتمع ہونگے۔

افسوس که باوجود اصرار اورباربار کی یاددہانی کے جناب ڈاکٹر موہن سنگھ صاحب دیوانه ایم ۔ اے پی۔ ایچ ۔ڈی ۔ڈی لٹ یونیورسٹی پروفیسر لاہور نمائنده سکھ دھرم) نے نه تواپنی مکمل انگریزی تقریر اورنه ہی اس کا ملحض ہمیں بغرض اشاعت ارسال فرمایا۔ باقی تمام مضامین جوں کے توں شائع ہورہے ہیں۔

میں اپنی انجمن کی طرف سے جنا سیکرٹری صاحب پنجاب ریلجیس بک سوسائٹی انارکلی لاہورکا اس نادراوربے نظیر مجموعه مضامین کوزیورِطباعت سے آراسته ومزین کرنے کے لئے بے حد متشکر اورممنون ہوں۔

احقر

ایف ۔ ایم۔ نجم الدین

سیکریٹری اخوت

اندریاسیه

فہرست مضامین

نمبرشمار	مضمون	صاحبِ مضمون
۱	گذارش	سیکرٹری اخوت اندریاسیہ لاہور
۲	بڑا دن ۔ تمہید	جناب پروفیسر آرسراج الدین صاحب ۔ بی ۔ اے
۳	مسیح ناصری	جناب مقیم الدین انصاری صاحب۔ بی ۔ اے
۴	سیدنا عیسیٰ مسیح	جناب پروفیسر ہیرا لال چوپڑہ صاحب ۔ایم۔ اے (نمائندگان سناتن دھرم)
۵	حضرت مسیح کے قدموں پرعقیدت کے چند پھول	جناب پروفیسر عبدالمجید خاں صاحب ایم۔ اے (نمائندہ اسلام)
۶	حضرت مسیح اُن کی زندگی اورتعلیمات	جناب پروفیسر پریتم سنگھ صاحب ایم۔ اے (نمائندہ بہائی مذہب)۔
۷	اخوت ووحدتِ انسانی	جناب حاجی سلطان محمد پال صاحب (نمائندہ مسیحی مذہب)
۸	جلوہ مسیح (نظم)	جناب برگیڈئر الائس واس صاحب رسال لکھنوی

بڑا دن

تمہید

(ازقلم پروفیسر آرسراج الدین صاحب بی۔ اے)

سیدنا عیسیٰ مسیح کی پیدائش کے دن کو بڑے دن کا لقب دیا گیا ہے۔کیا یہ سچ مچ بڑا دن ہے؟

ناظرین! اس سوال کا جواب کہ وہ کتنا بڑا دن ہے ہم آپ ہی کے روزمرہ کہ کاموں سے حاصل کرینگے۔ غالباآپ نے یہ کبھی نہیں سوچا ہوگا۔ کہ خواہ آپ مسیحی ہوں، یاہندو، مسلم ہیں یا سکھ ۔ پارسی ہیں یا لامذہب ۔ ہر صورت میں اپنی پیدائش کے وقت سے آج تک آپ ہر روز بڑے دن کو مناتے چلے آئے ہیں۔ اوربعض دفعہ ایک دن میں کئی مرتبہ اس کو منایا ہے۔

بالفرض آپ کی عمر اس وقت چالیس برس کی ہے جس روزآپ پیدا ہوئے آپ کے والدین نے آپ کی پیدائش کی خبر لکھواتے ہوئے پیدائش کے رجسٹر میں پہلے ۱۱دسمبر ۱۸۹۹ء کا اندراج کرایا۔ جس کے معنی یہ تھے کہ آپ سے ۱۸۹۹ء سال ۱۱مہینے اور۱۱دن پہلے سیدنا مسیح نے جنم لیا تھا۔جب

۱۱برس کی عمر میں آپ نے اپنے والدین کو پہلا خط لکھا۔ اُس کو شروع کرنے سے پہلے ۱۱دسمبر ۱۹۱۰ء لکھ کر آپ نے ۱۹۱۰ء برس کے پُرانے واقعہ کو یاد کیا۔ اب تک آپ جتنی مرتبہ ہرروز خط لکھتے ہیں۔ خریدوفروخت کرتے ہیں یا ہنڈی یاتمسک لکھتے ہیں۔ آپ ہر ایک تحریر کے آغاز میں اس پیدائش کے دن کو یاد کرتے ہیں۔

اوریہ صرف آپ ہی پر منحصر نہیں بلکہ دنیا بھر کے باشندے خواہ یورپ اورامریکہ کے رہنے والے ہوں۔ خواہ چین اورجاپان یا مصر اورتُرکی میں سکونت رکھتے ہوں۔ اسی طرح اس بڑے دن کو مناتے ہیں۔ سچ ہے" حقیقی نوروہ تھا جودنیا میں آنے والے ہر ایک آدمی کوروشن کرتا ہے"(انجیل شریف راوی حضرت یوحنا رکوع۱:آیت۹)۔

اِس عظیم شخصیت کا ایک اور گہرا تعلق آپ کی روزانہ زندگی کے ساتھ ہے۔ جب اسکول میں داخل ہوئے توچھ روز پڑھائی کرنے کے بعد آپ کو ساتویں دن اتوارکی چھٹی ملنے کی نہایت خوشی حاصل ہوئی ۔اوراُس وقت سے اب تک اسکول اورکالج میں دفتر یاکارخانے میں آپ ہرہفتے یہ آرام اورفراغت عقیدت مناتے ہیں۔ اوراس ہفتہ وار دن کے منانے میں بھی نہ صرف یورپ اورامریکہ کے لوگ بلکہ چین اورجاپان مصر اورتُرکی کے لوگ بھی آپ کےساتھ شریک ہوتے ہیں ۔ غالباً آپ میں سے اکثر کو اس دن کی عظمت کا باعث معلوم نہ ہوگا۔ یہ وہ دن ہے۔ جب وہی بڑے دن کے روز پیدا ہونے والا مسیح صلیب کی موت مرکر مُردوں میں سے دوبارہ جی اٹھا۔

کیا یہ شخص جوآپ کی اوردنیابھر کی زندگی کی پرایسا عالمگیر اثر ڈال رہاہے ۔ دنیا بھر کے شہنشاہوں سے بھی بڑا آدمی تھا؟ نہیں بلکہ وہ ایک ایسا شخص تھا جونہایت غربت اورافلاس میں پیدا ہوا اورایک سنگین مجرم کی ذلیل موت سے مارا گیا۔ آپ کے اورمیرے لئے نہایت سنجیدگی سے غوروخوض کرنے کا مقام ہے۔ کہ پھر اُس کو یہ مرتبہ کیسے حاصل ہوا کہ وہ زمان اورمکان پر ایسا حاوی ہوجائے کہ دنیا اس کو دنیائے مرکز تسلیم کرلے اورتاریخ انسانی کے تمام واقعات کو قبل از مسیح اوربعداز مسیح کی حد سے تعبیر کرے۔ اوراس کے ساتھ وہ کل کائنات کے مکان وزمان یہ

اسفل السافلین میں اُترنے والا وہی ہے۔ جوعرشِ بریں سے آیا اورپھر عرشِ معلیٰ سے اوپر تشریف لے گیاتاکہ کل کائنات کو محیط کرلے(انجیل شریف خطِ افسیوں رکوع ۴۔ آیت ۹۔۱۰)۔

یہ کیسے ہوا کہ ایک پیدائش میں غریب اورموت کے وقت مجرم شخص اس القاب سے ملقب کیا جائے۔ کہ وہ اول وآخر۔الفا اوراُمیگا(یہ یونانی لفظ ہیں جن کے معنی اول اورآخر کہ ہیں) دنیا کا نور، راہ حق اورزندگی ۔ زندگی کی روٹی ۔ زندگی اورقیامت خدائے قادر کے جلال کا پرتو۔ذاتِ کبریائی کا الانسان الکائل۔ یہوداہ کا شیر ببر۔ خداکا برہ اورذبحِ عظیم ۔باعث ایجاد کنو ومکان منشاء تخلیقِ زمین وآسمان ۔ منبع تکوین موجودات اورذیشان ناموں سے نامزد کیا جائے۔

ان سوالوں کا جواب پورے طورپر آپ کے عجیب اورپُرانوار حالاتِ زندگی کے مطالعہ سے مل سکتاہے ۔ اورہم آپ کواس لئے انجیل کے پڑھنے کی دعوت دیتے ہیں ۔ یہاں ہم صرف دوبنیادی اُمورکا ذکر کرنے پر اکتفا کرینگے۔ پہلا رازاس عجیب شخصیت کا حسنِ تقدس ذاتی ہے۔ وہ کامل پاکیزگی کی خوبصورتی جس کی ایک شہادت اُس اسلامی حدیث میں پائی جاتی ہے۔ جس میں بتایا گیا ہے کہ "کل بچے پیدائش کے وقت مسِ شیطانی سے آلودہ ہوتے ہیں۔ سوائے عیسیٰ ابنِ مریم کے جسے شیطان نے نہیں چھوا۔ آپ پیدائش میں بغیر انسانی باپ کی وساطت کے وجود میں آئے۔ اورزندگی میں نہ توکسی کے باپ بنے نہ کسی عورت کے خاوند اوریوں لَمْ یَلِدْ وَلَمْ یُولَدْوَلَمْ یَکُن لَّہُ کُفُوًا أَحَدٌ جیسی سخت کسوٹی پر پورے نکلے اورمہاتماگاندھی اپنی سوانح عمری میں کہتےہیں" کہ میری عوام پر رسوخ اوراترکاراز میری ۔۔۔۔۔ کی زندگی میں پایا جاتاہے"۔

اس لاثانی ذات کا دوسرا رازاُس محبت اورقربانی میں چھپا ہوا ہے جس کی نسبت اُنہوں نے خودفرمایا" کہ میں دنیا میں آیا ہی اسی لئے ہوں۔ کہ اپنی جان بہتوں کے لئے فدیہ میں دوں(انجیل شریف راوی حضرت متی رکوع ۲۰: ۲۸)۔

نہ صرف آپ نے اپنی زندگی اندھوں، لنگڑوں، لنجوں، گونگوں، مریضوں، کوڑھیوں ، بیماروں ،گنہگاروں اورمجرموں کی خدمت اوراصلاح میں صرف کی۔ بلکہ بنی نوع انسان کی

خاطر اپنی جان تک دے دی۔ اوراپنے خون کا ایک ایک قطرہ صلیب پر بہادیا۔ زمانہ حاضرہ میں جوجنگ وجدل اورکشُت وخون کا زمانہ ہے۔ سیدنا عیسیٰ مسیح کی زندگی کا پیغام آپ کے اورمیرے لئے کیا ہے۔ کلامِ الہٰی یوں کہتا ہے:

تم میں لڑائیاں اور جھگڑے کہاں سے آگئے ۔ کیا ان خواہشوں سے نہیں جو تمہارے اعضا میں فساد کرتی ہیں؟تم خواہش کرتے ہو اورتمہیں ملتا نہیں، خون اورحسد کرتے ہو اورکچھ حاصل نہیں کرسکتے ۔ تم جھگڑتے اورلڑتے ہو۔ تمہیں اس لئے نہیں ملتا کہ مانگتے نہیں۔ تم مانگتے ہو اورپاتے نہیں اس لئے کہ بری نیت سے مانگتے ہو تاکہ اپنی عیش وعشرت میں خرچ کرو۔ اے زنا کرنے والیو! کیا تمہیں نہیں معلوم کہ دنیا سے دوستی رکھنا پروردگار سے دشمنی کرنا ہے ؟ پس جو کوئی دنیا کا دوست بننا چاہتا ہے وہ اپنے آپ کو پروردگار کا دشمن بناتا ہے۔ کیا تم یہ سمجھتے ہو کہ کلام ِالل ہ بے فائدہ کہتا ہے ؟ جس روح کو پروردگار نے ہمارے اندربسایا کیا وہ ایسی آرزو کرتی ہے جس کا انجام حسد ہو؟ وہ تو زیادہ توفیق بخشتا ہے ۔ اسی لئے یہ آیا ہے کہ پروردگار مغروروں کا مقابلہ کرتے ہیں مگر مسکین کو توفیق عطا فرماتے ہیں۔ پس پروردگار کے تابع ہوجاؤ اورابلیس کا مقابلہ کروتو وہ تم سے بھاگ جائے گا۔ پروردگار کے نزدیک جاؤ تو وہ تمہارے نزدیک آئیں گے۔اے گنہگارو! اپنے ہاتھوں کو صاف کرو اوراے دو دلو! اپنے دلوں کو پاک کرو۔ افسوس اورماتم کرواور روؤ۔ تمہاری ہنسی ماتم سے بدل جائے اورتمہاری خوشی اداسی سے ۔ پروردگار کے سامنے خاکساری کرو۔ وہ تمہیں سربلند کریں گے۔ (انجیل شریف خطِ یعقوب رکوع ۴: ۱سے ۱۰)۔

عالمگیر جنگ میرے اورآپ کے چھوٹے چھوٹے باہمی جنگوں اورخود غرضیوں اور لالچوں اورحسدوں کی بڑے پیمانرے پر کھچی ہوئی ایک تصویر ہے۔ اوراُس کا واحد علاج میری اورآپ کی شخصی زندگی کی تبدیلی میں ہے۔ جو اس انسان کی تقدیس اورقربانی والی زندگی کی صورت میں بدل جانی چاہیے ۔ جو ۱۹۳۹ء سال ہوئے۔ اس دنیا میں انسانی صورت میں آیا۔ پنجاب کے مشہورماہر علم مہاتما ہنسراج نے جوجوانی میں بزرگ ڈاکٹرفورمین کے شاگرد رہے۔ بسترِ مرگ پرایک دوست سے یوں کہا:

"سماج کی ترقی کا رازاعلیٰ ہستیوں کی قربانی میں مضمر ہے"۔

ان اعلیٰ اورمقدس ہستیوں کا سرتاج اورقربانی دنے والاوں کا شہزادہ ،ذبحِ عظیم یعنی سب سے بڑی قربانی، وہی انسانی تاریخ کا مرکزسیدنا عیسیٰ مسیح ہے ۔اُن کی ولادت کی یاد میں آئیے آپ اورمیں دنیا بھر کے بڑا دن منانے والوں اورآسمان کے فرشتگان کے ساتھ مل کرآج کے روز خوشی منائیں اورتعریف کے گیت گائیں۔

مسیح ناصری

(ازجناب مقیم الدین انصاری صاحب ۔بی ۔اے)

جنابِ مسیح کے قدموں چند عقیدت کے پھول

سب سے جسے اعظم کہوں ۔سب سے جسے بالا کہوں
جوآشنائے رازہے جوخلد کی آوازہے
اہل محبت کا جسے ملجا کہوں۔ ماوا کہوں
جوغیرتِ صدطورہے۔ یعنی خداکانورہے
حسن عبادت کا جسے منبع کہوں۔ مبداء کہوں
جوکیف سے مدہوش ہے جوحق سے ہم آغوش ہے
بحرریاجنت کا جسے اِک گوہریکتا کہوں
جس کی نظرہے کیمیا۔ دردِدوعالم کی دوا
جس کا نشیمن ہے وہ دل جس دل کو دیوانہ کہوں
جلوت میں جورہتا ہوا۔ خلوت میں ہے کھویا ہوا
جس کو جہان این وآں کا انجمن آرا کہوں
نبیوں کا جوسرتاج ہے ہم بیکسوں کا لاج ہے
شمع حقیقی کا جسے بیتاب پروانا کہوں
دنیا ہے کیا؟ جُرم وخطا ۔ وہ سربسر لطف وعطا
جس کو نجاتِ خلق کا والا کہوں شیدا کہوں
ہربات جس کی جانفزا ہرسانس جس کی روح افزا
عرشِ معظم کا جسے رنگین مہ پارا کہوں

جس کا وجود کبریا۔ تخلیق کا ہے فلسفہ

جس کو خدا کا لاڈلا ۔ اللہ کا بیٹا کہوں

عظمت کا اپنی کیا کہوں وہ بے مرابیئں اُس کا ہوں

جس کو پئے کون ومکان ۔ صدنعمت علیا کہوں

وہ کون ہے پوچھو اگرمریم کا ہے نورِنظر

وہی مسیح ہے جو ہے جلوہ گر جس کی ضیاشام وسحر

سیدنا عیسیٰ مسیح

ازقلم جناب پروفیسر ہیرالال چوپڑہ صاحب ایم۔اے

سناتن دھرم کالج لاہور

دسمبر کی ۲۵ تاریخ ہرسال اُس پیغمبر کی ولادت کی یاد تازہ کرتی ہے جوکہ دنیا میں امن ومحبت کا دیوتا ہے۔ اورجس کی وساطت سے ہرسال اس موسم میں کئی قسم کے رنگوں کا اضافہ ہوتا ہے۔ آج اُن کے قدموں میں ہم بھی اپنا خراجِ عقیدت پیش کرنے کے لئے جمع ہوئے ہیں۔ دوہزارسال تک اس ساکن وجامد دنیا میں اُنہوں نے اپنی روشنی بخش کرتمام راہ گم کردہ اوربھولے بھٹکے مسافروں کوراستہ دکھلایا ہے۔آئیے آج اُن کی یاد میں زندگی کے چند لمحے مبارک کرلیں۔

خوشنما دنیا میں وہ حاجت روامینارہیں

روشنی سے جن کی ملاحوں کے بیڑے پارہیں

ممکن ہے کہ سیدنا مسیح کواُن کے ہمعصر یہودی ایک جادوگر تصور کرتے ہوں۔ تالمود(یہودی احادیث کی کتاب) کے مطابق شائد اُنہیں شعبدہ بازمانا جاتاہو۔ یا کئی فلاسفروں کے مطابق اُنہیں انسانوں میں بہترین انسان کا درجہ دیا جاتاہو۔ لیکن سوامی ودیکا نند کے قول کے مطابق ہمیں سیدنا عیسیٰ مسیح کواگرماننا ہے اوراگراُن کی پرستش کرنا ہے

تو اُن کے الفاظ میں ہمارے لئے بطورِ ہندو کے ایک ہی راستہ کھلا ہے ۔ اوروہ یہ ہے کہ سیدنا مسیح کو خدا کا درجہ دے کر مانیں۔ اگرہم اُن کو عام انسان کا درجہ دے کر اورانسانوں میں افضل اوراعلیٰ شمارکرکے قابلِ عزت واحترام سمجھیں۔ تویہ ہماری غلطی ہے۔ کیونکہ ہماری متبرک کتب میں یہ آتا ہے۔ کہ ربانی نور کے گہوارے میں پلے یہ شیر خوار بچے جوخود اُسی یزدانی نور کے مظہر ہیں ۔ اگرہم اُن کی پرستش کریں تووہ ہم میں سے ایک ہوجاتے ہیں۔ اورہم اُن میں سے ایک ۔ سیدنا عیسیٰ مسیح کے اقوال بھی یہی ہے ہے کہ جبکہ وہ ارشاد فرماتے ہیں کہ" جوکوئی مجھے قبول کرتا ہے وہ مجھے نہیں بلکہ جس نے مجھے بھیجا ہے قبول کرتا ہے" یا" میں اورباپ ایک ہی ہیں" یہی وجہ ہے مسیحی صوفیائے کرام نے اپنی زندگی کا نصب العین ہی یہی رکھا ہے۔ کہ "تمہاری زندگی ہمارے لئے دلیلِ راہ ہے"۔

یسوع عبرانی زبان کا لفظ ہے جس کا مطلب "نجات دینے والا" مسیح ایک درجہ ہے جوبادشاہ اورپیغمبر کو عطا کیا جاتا ہے ۔ سیدنا مسیح کی زندگی کا زیادہ حصہ گوشہ تنہائی میں ہی گذرا ہے۔ اورعوامی زندگی کے مختصر عرصہ نے اُس کی ذات اُس کی زندگی اوراُس کی تعلیم میں خدا کاظہور دکھلایا ہے۔ ہم زیادہ سے زیادہ کوششیں اورکاوشیں خدا کے جلووں کا ادھورا اندازہ بھی لگانے سے قاصر ہیں۔ جوکہ ان خدائی انسانوں کی زندگیاں ہمارے سامنے پیش کرتی ہیں۔ اوراسی لئے مسیحی صوفیوں کےساتھ ہی ہمیں بھی کہنا پڑتا ہے۔ کہ ان لوگوں کی زندگیاں ہمارے لئے بھی شمع ہدایت اوردلیل راہ ہیں۔

۲

سیدنا مسیح کی ولادت ایک خدائی معجزہ تصور کیا جاتا ہے۔ لیکن اُس کی طفلی اورجوانی کے بارے میں ہم کچھ نہیں جانتے۔ انجیل سے ہمیں محض یہی پتہ چلتا ہے کہ وہ اپنے والدین کے کہے پر چلتا رہا۔ اورساتھ ہی ساتھ عقل وفراست ، قدوقامت اورخدا اورانسان کی نگاہوں میں بڑھتا رہا۔یہ ضروری ہے کہ اُس نے اپنے باپ کی تجارت کو قبول کیاہوگا۔ تاکہ وہ اپنی ماں اوربھائیوں کی پرورش کرسکے۔ اگرچہ اُس کو زیادہ تعلیم نہ دی گئی تھی۔ لیکن یہ ظاہر ہے کہ وہ لکھ

پڑھ سکتا تھا اورپیغمبروں کی کتابوں اورزبور سے خوب واقف تھا۔ اُس کے اقوال سے یہ صاف ٹپکتا تھا کہ اُسے قدرت کاکیسا عمیق مطالعہ تھا۔ ہردرجے کے انسان کے رسم ورواج سے اُسکو واقفیت تھی اورسوچ بچاراورہوشمندی اُسے قدرت کی طرف سے باافراط بخشی گئی تھی۔ اُس بچے کی آئندہ کی عظمت لوقا کی انجیل کے ایک چھوٹے سے واقع سے اس قدر ظاہر ہے کہ وہ بچہ علماء کے ساتھ بیٹھ کر سوالا ت پوچھ رہا ہے اورہمہ تن وہ اُن کے جوابات سن رہاہے۔ اُس کے والدین جب اُسے ڈھونڈھتے ہوئے ہیکل میں آتے ہیں۔ تویسوع کے وہ جوابات بھی کس قدرحیرت خیزہیں۔ جو اُس کی عمرکے بچوں سے اُمید نہیں کئے جاسکتے۔

سنِ بلوغت کو پہنچ کر سیدنا عیسیٰ اپنے گھرسے نکل کھڑاہوتا اوریوحنا سے بپتسمہ لیتاہے جو توبہ اورپیشمانی کی تعلیم دے رہاہے۔ سیدنا عیسیٰ کا اُس کے حلقے میں شامل ہونا اس امر کی دلیل ہے کہ وہ اگرچہ معصوم اوربے گناہ تھالیکن وہ اُس کے حلقہ تلمذ میں اس لئے شامل ہوا کہ وہ کسی قانون کوتوڑنے کی غرض سے دنیا میں ظہورپذیر نہیں ہوا۔ بلکہ قانون کی تکمیل کے لئے آیا ہے۔ مسیح براہِ راست خدا کے پیغام کا حامل تھا۔ اورپُرانے مذاہب کے پس منظر پر اُس کی نئی تعلیم بہت اچھی طرح سے کھلی۔ انسان کی روحانی ارتقاء کی تاریخ میں اسی چیزکا تجربہ کئی دفعہ کیا گیا اوربھگوان کرشن اوربھگوان بُدھ اوربھگوان شنکرآچاریہ اسی زمرے میں تھے۔

بپتسمہ کی رسم نے مسیح کی زندگی میں ایک نئے باب کاآغازکیا ۔ اُس کے سامنے بلند ترین معیارکھا گیا تھا۔تاکہ اُس معیار سے لغزش کی گنجائش کوکبھی بھی روانہ رکھا جائے۔ روحانی زندگی کے اس نئے باب نے اُس کو بہت سے لطف اندوز کیا اورصحرا میں اُسنے یزدانی اورجاودانی روشنی سے پہلے روح کی تاریکی کا مشاہدہ کیا۔ جسمانی تھکاوٹ ،روحانی تکبراورہوا دہوس اُس کے دل پر اثر نہ کرسکتے تھے۔ اوروہ ان تمام کے درمیان سے ایک فاتح کی حیثیت میں نمودارجہاں ربانی کرم اُس کا شریک جال تھا۔ پھر مسیح کو اُس کے نیک دل شاگرد اوراُس نے اپنے تبلیغی دوروں میں کئی معجزے دکھلائے۔ اورکئی تشنگان آبِ کو روحانیت بخشی۔ اُس نے معجزوں کا

آغاز ایک ضیافت ولیم میں پانی کوانگوری رس میں تبدیل کرنے سے کیا۔ پھر یروشلیم کے مبارک مندرکو یہودیوں کے میلے کے دن ایک قدیم پیشگوئی کے مطابق ہرقسم کی آلائشوں سے پاک کیا۔ جس سے ممکن ہے یہودیوں کے پجاری طیش میں آجائیں۔اس لئے وہ یروشلیم سے آپ شاگردوں کو بپتسمہ کی قدرت واجازت بخش کریہودیہ چلا گیا۔ یوحنا کی اسیری کے بعد مسیح گلیل گیا۔ جہاں سے پھر کبھی اپنے آبائی وطن میں واپس نہ لوٹا۔ اب اس کی تعلیمات کا معبدوں میں کھلم کھلا ہونے لگا۔اوروہ محض اپنا ہاتھ رکھنے سے کئی لاعلاج لوگوں کو شفا بخشنے لگا۔ جہاں جاتا وہ لوگوں کو شفا بخشتا اوراُن کو اپنی اس قدرت کو رازمیں رکھنے کی تلقین کرتا۔ لیکن شفایا ب لوگ مارے خوشی کے اُسے مخفی نہ رکھ سکتے۔ اوراُس کی جسمانی اورروحانی عوارض کی شفا بخشی کا شہرہ فوراً ہی سوریہ کی حدود تک پھیل گیا۔

۳

مشہور پہاڑی وعظ (Sermon on the Mount) پیشتر اُس نے ۱۲شاگردوں کا انتخاب کیا۔ وہ تمام کے تمام گلیل کے رہنے والے تھے۔ ماسوائے یہوداہ کے جس نے اپنے آقا کے ساتھ محض ۳۰ روپے کی رشوت لے کر بے وفائی کی۔ اُن تمام کو سیدنا مسیح نے رسولوں کا درجہ دیا۔ جس طرح ارجن کے دل کا غم بھگوت گیتا کا محرک تھا اورآج وہ بھگوت گیا تمام دنیا کو ڈھارس دینے والا سبق ہے۔ اپنے دلوں کے لئے باعثِ اطمینان وامتنان ہے۔ اسی طرح پہاڑی وعظ محض اُن شاگردوں کے لئے مخصوص نہ تھا۔ تمام دنیا کو امن وآشتی کی تعلیم دینے ولا ہے۔ اُس کا اختصار ہمہ گیری، وثوق اورعظمت اورربانی بلند خیالی نے محض سننے والوں کو تسخیر ہی نہیں کیا۔بلکہ اُنہیں بقائے دوام بھی بخشی۔ سیدنا مسیح نے وہ زمانہ افلاس ، جفا کشی اور دیہات میں گھومنے میں گذارا ۔ جہاں وہ سنیاسیوں کی طرح خدا اورانسان کی عظمت کا پرچار اوراپنے رحم کے کارناموں سے لوگوں کے دلوں پر شانِ ربانی کے سکے ۔۔۔۔ ہمعصر یہودی توایمان اسی کو سمجھتے تھے۔ کہ معبدوں میں رسوم کومکمل طورپر پورا کیا جائے۔ ورنہ زندگی میں صالح افعال کی چنداں ضرورت نہیں ہے۔ لیکن سیدنا عیسیٰ نے اُن کے اس ایمان کی ذہنیت

کوبدلنے پرزوردیا۔ اوراپنے روحانی چلن سے نیز اپنی ذاتی عظمت سے لوگوں کے دلوں کو تمسخر کیا۔ اس سے اس کی زندگی میں نئے باب کا اضافہ ہوا۔ اوروہ یہودیوں کی طرف سے مخالفت اور نفرت کا باب تھا جس کے لئے اُس کے بھائی اورماں اُسے منع کرنے بھی گئے۔ لیکن وہ اپنے سچائی کے اصولوں پر ایک چٹان کی مانند مضبوط رہا۔ اُس نے اپنے پروگرام میں دہر کے روندے ہوئے دنیا کے ٹھکرائے ہوئے لوگوں کی بہتری اوربہبودی کوبھی رکھا۔ وہ اُن کے ساتھ مل کر اُنہیں اچھا کرتا۔ اورنیک زندگی کی طرف مائل کرتا۔ کئی لوگ اُس پر یہ اعتراض کرتے کہ یسوع سوسائٹی کی حقارت کے مستوجب لوگوں کے ساتھ کیوں شامل ہوتا ہے۔ جس کا وہ جواب دیتاکہ تندرست آدمیو ں کو حکیم کی ضرورت نہیں ہوتی۔ البتہ بیماریوں کو اُس کی اُشد ضرورت ہے۔ میں نیک آدمیوں کی توبہ کی ہدایت کرنے کے لئے نہیں آیاہوں۔ بلکہ گنہگاروں کو گناہوں سے بچانے کے لئے۔ مسیح رحم کو قربانی پر ترجیح دیتا ہے۔

اورجس وقت سیدنا مسیح کا ظہور ہوا۔ اُس وقت بحیرہ روم کے ممالک میں کس قدر پستی چھائی ہوئی تھی۔ سلطنت روما کی رعایا جن میں اہل یہود بھی شامل تھے۔ بداخلاقی اوروہم وگمان کا شکارہورہے تھے۔ اورمذہب یہود خود رسوم ورواج کی پابندی اورعیاری اورمکاری کے دام فریب میں گرفتارہوچکا تھا۔ مذہب اورسلطنت کی ناگفتہ بہ حالت اس امر کی دلیل تھی کہ شائد کوئی مسیح اس وقت پیدا ہوکر اُن کی نجات کا باعث ہو۔ لیکن یہودی یہ لولگائے بیٹھے تھے کہ کوئی جابر بادشاہ اس وقت برسر اقتدار ہوکر دشمنوں کی سرکشی فرد کردیگا۔ اورلوگوں کوروپے پیسے سے مالا مل کردے گا۔اسی لئے وہ روپے پیسے کی بھکاری اس روحانیت کے بادشاہ سیدنا عیسیٰ مسیح کی عظمت کو سمجھنے سے قاصر رہے۔ اورچونکہ وہ پُرانے قانون کی لکیر کے فقیر تھے اسی لئے مسیح کی جسمانی اورروحانی شفا بخشی کی قدرت کو وہ شعبد بازی کہنے لگے۔ اُن کی پہیم مخالفت کی وجہ سے مسیح کو جلدی ہی یروشلیم چھوڑنا پڑا۔ فریسی جاسوس ہمیشہ مسیح کے تعاقب میں رہتے۔ تاکہ موقعہ پاکر اُس کو اپنی گرفت میں

لے سکیں۔مسیح اپنی آنے والی موت سے باخبر ہوکر گلیل میں آوارد ہوا۔ یوحنا کی صورت اُس کی آنکھوں میں تاریک اورخوفناک مناظر پیش کرتی اوراس دوران میں اکثراوقات اُسے پہاڑیوں وغیرہ کے دامن میں چھپ کر دعا میں مشغول ہونا پڑتا۔تاکہ ایکانت میں اپنی روح کے ساتھ وہ کچھ لمحے گذارسکے۔ اُس کا غم وغصہ بہت بڑھ جاتا۔ جب وہ دیکھتے کہ مسیح خدا کے باپ ہونے اوربنی اسرائیل کو بھائی بھائی ہونے کے دعوؤں کی تعلیم دے رہاہے۔ کیونکہ مروجہ مذہب کے مطابق ہرایک فرقے کو اپنے اپنے خاندانی دیوتا پر ایمان لانا واجب تھا۔ وہ خداوند مسیح کے معجزوں کو شیطان کی طاقت سے منسوب کرنے لگے۔ جس کا جواب اُنہیں موزوں طریقے سے دیا۔ ایک فریسی کے گھر میں جب مسیح نے اُن کی مکاریوں کو بے نقاب کیا تواُن کے غصے کی آگ مشتعل ہوگئی اورمسیح گلیل سے زاں بعد چلتا بنا۔

اب مسیح ہندو سنیاسیوں کی طرح دن بھر توشہروں میں تبلیغ واشاعت کرتا اورشام کو شہر سے باہر جاکر آرام کرتا۔ ان ایام میں اُس نے شاگردوں کوایثارعاجزی انکساری سادگی اطمینان اورخدمتِ خلق کی تربیت دینا شروع کی ایک موقع پر ایک تقریب کے سلسلے میں شاگردوں نے غرور کو فردکرنے کے لئے اُس نے اُن سب کے پاؤں دھوئے۔ اس واقعہ سے بھگوان کرشن کی یادتازہ ہوجاتی ہے۔ جب اُنہوں نے بھی یدھشٹر کے راجسویہ یگیہ میں مہمانوں کے پاؤں دھونے کی خدمت اپنے ذمے لی تھی۔ شب کی تاریکی میں پہاڑ کے دامن میں اُس نے اپنے شاگردوں میں سے پطرس ،یوحنا اوریعقوب سے کہا تھا کہ میرا اُداس ہے اوراس میں موت کی اداسی چھائی ہوئی معلوم ہوتی ہے۔ تھوڑی دورجاتے ہی وہ زمین پر دعا کرنے کی غرض سے گرگیا۔اورپھر اُس نے دیکھا کہ اُس کے تمام شاگرد سورہے ہیں ۔ پھر ایک ہجوم مشعلیں روشن کئے ہاتھوں میں تلواریں اورر لاٹھیاں اٹھائیں وہاں آوارد ہوا۔وہاں اُس کے شاگردیہوداہ نے ایک بوسہ دے کر اُس سے بے وفائی کی۔ مسیح گرفتارکرلیا گیا۔ اورآدھی رات کے وقت ایک بے قاعدہ

عدالت لگا کر اُسے موت کی سزا دی گئی ۔ اُس نے اپنے قاتلوں کے لئے دعا مانگی۔ اوراپنی روح باپ کے حوالے کردی ۔ لکھا ہے کہ اُس اندھیری گردی اور ناانصافی کی وجہ سے اُس وقت دنیا میں زلزلے اوربھونچال آئے۔ اورقدرت نے خدا کے ساتھ اس کے بیٹے کے شہید ہونے پر ماتم کیا۔ اس واقعہ کےتیسرے دن یسوع کشُتوں کے پشتوں میں سے اٹھا اورچالیس دن تک اپنے پیاروں کو دیدار دیتا رہا۔ جواُن پیاروں لئے زبردست طاقت اوریکجہتی کا پیغام تھا۔

٦

زندگی کے اس مختصر سے خاکے میں مسیح کی عظمت ایک خاص طورپر نمایاں ہے۔ شریمد بھاگوت میں جوکچھ بھگوان کرشن کے متعلق لکھا ہے ۔ بالکل وہی خداوند مسیح کے بارے میں ٹھیک بیھٹتا ہے۔اگرچہ وہ ہماری آنکھوں سے اوجھل ہوگیا ہے۔ لیکن ہماری روحوں کو وجد میں لانے والا جذبہ وہ ہمارے لئے چھوڑگیا ہے۔ روحانی افعال اورحکیمانہ اقوال کا بیش بہا خزانہ جواُس کی طرف سے ہمیں ورثے میں ملا ہے۔ آئندہ کی نسلوں کوتاریکی کے قعر میں سے نکلنے میں ممدمعاون ہوسکیگا۔ اوراُس کا نام سطح زمین پر روشن کریگا۔ مسیح انسانی مراعات کونگاہ میں نہ لاتا تھا۔ بلکہ ہمیشہ خدا کی ذات پر بھروسہ رکھتا تھا۔ کیونکہ وہ ایک لا محدود اورلا متناہی خزانہ روحانیت اوراس کی تعلیم کا رازخدا پر آہنی یقین اورتوکل پر مضمر تھا۔ دُعا اورفاقے جسم اوربدن کو ضبط اورقابو میں رکھنے کے ڈھنگ تھے۔ خدا نیت کے ٹھیکہ دارفریسیوں سے پرہیزکرتا تھا۔ کیونکہ وہ کہتا تھا کہ یہ لوگ لمبی لمبی قباؤں میں چلنے کے خواہشمند، مجلسوں میں صفِ اول کے خواہاں، ضیافتوں میں مدعوکئے جانے پر مصر ،بیواؤں اوریتیموں کے جان ومال پر نظررکھنے والے ہوتے ہیں۔ان کی طویل دعائیں مصنوعی اور بے تاثیر ہوتی ہیں۔ ان سے پرہیز لازم ہے۔ وہ عام انسانوں کی پوشاک پہن کر چلتا تھا اوروہی کھاتا تھا جو عام لوگ کھاتے تھے۔ بلکہ یہ دیکھو کہ وہ باہر کیا نکالتا ہے۔ یعنی وہ کیسی حکمت کی باتیں نکال کر لوگوں کے سامنے رکھتا ہے۔ وہ اس بات کی تلقین کرتا تھا۔ کہ تمام مستند قوانین تمام پیغمبروں اوراولیا کا احترام ہر ایک کیلئے لازم ہے۔ وہ مذہب کی علمی مباحث میں پھنس کر رہ

جانے والا نہیں تھا عملی طورپر اخلاقی اورروحانی زندگی کا قائل تھا۔ اوراس بات کی منادی کرتا تھاکہ انسان خدمت کرانے کےلئے نہیں بلکہ کرنے کیلئے آیا ہے۔ یہ جس کو گیتا میں یوں بیان کیا گیا ہے کہ جوسب سے پیش پیش رہنا چاہیں۔ اُنہیں ہر ایک کی خدمت لازم ہے۔ دراصل روحانی حالت کوپانے کےلئے ہرایک کو ضبط اورشریعت کی بھٹی میں سے نکلنا پڑتا ہے۔ تیاگ اُس کے پیغام کا لبِ لباب ہے۔ ایک نوجوان سے وہ خطاب کرتا ہے۔ کہ جاؤ اپنا سب کچھ بیچ دواورروپیہ پیسہ غریبوں میں تقیسم کردو۔ تمہیں آسمان میں خزانہ ملیگا۔ صلیب لے کر میرے پیچھے پیچھے چلے آؤ۔ محبت اُس کے دین کی بنیاد ہے۔ ایک ہمسائے سے ایسی محبت کرو۔ جیسی تم اپنے آپ سے کرتے ہو۔یہ اُس کے ایسے اقوال ہیں جونہایت لطیف اورشگفتہ معانی کے متحمل ہیں۔

۷

اگربنظر تحقیق دیکھا جائے توخداوند مسیح نے قبل از پیدائش ،بوقت پیدائش زندگی کے دوران میں موت کے وقت اورموت کے بعد ایسے حقائق سربستہ کیا ۔ جواُسکی پیغمبری پردلالت کررہی ہیں۔ اُسکی پیدائش زندگی اورموت عام لوگوں سے مختلف تھی۔ اورعام لوگوں سے الگ بھی یعنی وہ دنیا کے لوگوں بھی تھا۔ اوراُن سے کچھ اُوپر بھی جس طرح پیغمبر خدا اورانسان کے درمیان ایک فرق ہوتا ہے۔ اسی طرح مسیح انسان بھی تھا اورخدا بھی۔ بطورمشرقی کے مجھے اُس کو خدا ماننے میں ذرا بھی تامل نہیں۔ اوربطور مغربی اُسے انسان بھی کہنوگا۔ اُس کی بشارت کا مقصد بیشتر اپنی طرزِ زندگی سے سبق دینا تھا۔ نہ کہ سبق سے زندگی بنانا۔ اسی لئے اس کی ساری زندگی میں اُس نے ایک ہی دفعہ اہل عالم کوسبق کے لغوی معنوں میں سبق دیا۔ اوروہ پہاڑی وعظ ہے۔ ماسوائے اس کے اُس نے سوائے اپنی زندگی کے واقعہ کو کبھی کسی کواستادوں کی طرح بیٹھ کر سبق نہیں دیا۔مسیح کی پیغام امیروں ، دولتمندوں ، غریبوں کا خون چوسنے والوں کے لئے وہاں ہلا دینے والا ہے۔ اورغریبوں مسکینوں ، اپاہجوں لنگڑوں لولوں اورکوڑھیوں کے دل کو ڈھارس بندھانے والا وہ جانتا ہے کہ۔

رقیب اچھے یہ میں نے جانا۔ بُرا مجھے تو نے دل سے جانا
بھلوں سے کرتے ہیں سب بھلائی کسی بُرے کا بھی کچھ بھلا کر

اسی لئے وہ اپنا پیغام غریبوں اورراہ گم کردہ مسافروں کودیتا ہے ۔ تاکہ وہ روحانیت کی روشنی دیکھ کر راہ راست پرآسکیں۔ وہ توہرایک کابھی خواہ ہے ، یہاں تک کہ اپنے قاتلوں کے لئے بھی یہ دعا کرتا ہے کہ اے باپ توان لوگوں کو بخش دے۔ کیونکہ یہ لوگ نہیں جانتے کہ کیا کرتے ہیں۔

زندگی کے معیار کے بارے میں اُس نے بلند ترین معیار قائم کیا ہے۔ جس کوپورا کرنے میں کوئی رعائتیں مدِنظر نہیں رکھی گئیں۔ تاکہ لوگ شروع سے ہی اُسی بلند ترین اورمختلف مراحل کوپورا کرسکیں۔ کسی قول یا فعل کی آلودگی کوبرداشت نہ کرتا اوروہ خیال کی آلودگی کوبھی دورکرنے پر مصر ہے۔

۸

انیس صدیاں گذرنے پرکیا ہم یہ پوچھ سکتے ہیں کہ ان قوموں نے جنہوں نے ۔۔۔۔۔۔ دینے میں سب سے زیادہ کوشش کی۔ کیا اُنہوں نے خود اس پیغمبر محبت کے پیغام کو سمجھا؟ اگرسمجھا توکیا آج بھی ایسے ایسے خونی جنگ وجدال کی ضرورت ہے؟ شائد عنقریب ہی ان میں سے عقل وہوش والے بزرگ لہوکی ۔۔۔۔۔۔ سے تیرکر اورحرص وآز کے پنجوں سے رہائی حاصل کرکے مشرقی تہذیب وتمدن اوراُلفت ومحبت کے علمبردار خداوند مسیح کے پیغام کوسمجھ کر خود بھی اطمینان امتنان حاصل کریں اوردنیا کوبھی صلح وآشتی بہم پہنچاسکیں۔ اخیر میں اپنشدوں میں سے ایک دعا پڑھ کے اس مقالے کوختم کرتاہوں۔" یعنی خداہم کو ناراستی کی طرف سے راستی کی طرف لے جائے تاریکی سے نکال کر اُجالے میں لے جائے۔ اور موت میں سے نکال کر ابدی زندگی کی طرف لے جائے۔ تاکہ ہم ان ہادیوں کے پیغام کو سمجھنے کے اہل ہوسکیں۔

حضرت سیدنا مسیح کے قدموں پر عقیدت کے چند پھول

(ازقلم جناب پروفیسر عبدالمجید خاں صاحب ایم ۔ اے)

حضرت عیسیٰ خدا کے پیغمبر اورواجب التعظیم بزرگ تھے۔ اُنکا شماربرگزیدہ ہستیوں میں ہوتا ہے ۔ قرآن کریم کی تعلیم کے مطابق ہر مسلمان کا فرض ہے کہ حضرت عیسیٰ کی نبوت پر ایمان لائے۔ بلکہ دنیا کہ جتنے ہادی اورنیکوکار اشخاص گذرے ہیں ۔ اورجتنے بانیانِ ادیان ہوچکے ہیں ۔ ان سب کی عزت اورفرمانبرداری ہم پریعنی مسلمانوں پرواجبی ہے۔ قلت وقت کی وجہ سے زیادہ یا مفصل مضمون نہیں پڑھا جاسکتا ۔ لہذا چند اہم باتوں پر اکتفا کرونگا۔ حضرت عیسیٰ کی سیرت اورمواعظ کے متعلق توہزاروں کتابیں لکھی جاچکی ہیں اورآئندہ بھی شائع ہونگی۔ اُن کی اخلاقی تعلیم تمام دنیا کے مذاہب میں بہت بلند پایہ کی تعلیم سمجھی جاتی ہے آج کل تمام اطراف عالم میں جوجو خرابیاں اورقباحتیں ہیں۔ ان سب دورکرنے کے لئے حضرت عیسیٰ کی انجیل شریف سے بھولے بھٹکے انسان بہت کچھ حاصل کرسکتے ہیں۔ اوران پاکیزہ سیرت کو شمع راہ بنانے سے دنیا میں سکھ، امن، صلح اورخوشحالی ہوسکتی ہے۔ بلاشبہ حضرت عیسیٰ مسیح کا کلام بائبل مقدس میں نہایت ہی دلکش اورموثر پیرایہ میں بیان کیا گیا ہے ۔ آپ لوگوں کو مساوات کا سبق دیتے تھے۔ محبت سے دشمنوں اورگنہگاروں کے دل کو موہ لینا چاہتے تھے۔ ظالموں کو غریبوں پرظلم روا رکھنے سے منع فرماتے تھے۔ اورخدائے واحد کی عبادت کی تلقین کرتے تھے۔ عام لوگوں میں ان کی تعلیم کا گہرا اثر تھا ۔ بڑے مجمع میں کھڑے ہوکرآپ وعظ فرماتے تھے۔ سینکڑوں اشخاص آپ کی جانب کھینچ چلے آتے تھے۔ چند ایک زریں اقوال جو بائبل مقدس سے لئے گئے ہیں۔ آپ صاحبان کو میں اُس میں سے پیش کرتاہوں۔

"اے خدا وند جوہمارا خدا ہے ایک ہی خداوند ہے۔ اورتو خداوند کو جوتیرا خدا ہے اپنے سارے دل سے۔ اپنی ساری عقل سے اوراپنی ساری طاقت سے یعنی دل سے پیارکر"۔ دوسرے لفظوں میں توحید کے دریا کوایک کوزہ میں بند

کردیا۔ آپ نے وحدانیت کالب لباب چند میٹھے اورسادہ لفظوں میں فرمادیا۔

دوسرا حکم جواُس کی مانند ہے یہ ہے کہ " تو اپنے پڑوسی کواپنے برابر پیارکر"۔

یہاں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ پڑوسی کون ہے؟ تواس کا جواب انہوں نے موثر حکایت میں بیان فرمایا" جس کا خلاصہ یہ ہے کہ پڑوسی صرف وہ نہیں ہیں جو ہمارے محلہ میں یا ہمارے شہر میں رہتاہو۔ جوہمارا ہم مذہب ہمارا ہم نسل یاہمارا رشتہ دارہو۔بلکہ پڑوسی وہ ہے جوآڑے وقت میں ہمارا ساتھ دے۔ اورہمارے دکھ اورسکھ میں شریک ہو۔ اُس کی خوشی ہماری مسرت کاباعث ہو۔ اورہمارے رنج کووہ ہمارے ساتھ شامل کروشریک ہوکرکم یا نصف کرے ۔ بیحد پاکیزہ وعظ ہے۔ کاش کہ ہم سب اسی تعلیم سے سبق سیکھیں۔

۲۔ فرماتے ہیں " جوتجھ پر رحم کرے وہی تیرا پڑوسی ہے"۔

۳۔ اگرتیرا بھائی تیرا قصورکرے تواسے سات مرتبہ تک نہیں بلکہ سات کے ستر مرتبہ تک معاف کر۔اگرہرایک تم میں سے اپنے بھائیوں کے قصور کو دل سے معاف نہ کریگا۔ توآسمانی باپ بھی اُس سے بھی ویسا ہی سلوک کریگا۔ اپنے بھائیوں کے ساتھ ملاپ کرنا ہرقسم کی قربانی سے بہتر ہے۔

ہندو مسلم سکھ عیسائی یہودی سب کے سب اگراس سنہری اصول پر عمل پیرا ہوجائیں توبہت سے جھگڑے ختم ہوسکتے ہیں۔

۴۔" خدامحبت ہے۔ سب سے محبت کرو" سچ ہے:

خویشوں سے ہواندیشہ نہ غیروں سے خطرہ ہو
احباب سے کھٹکا ہو نہ اعداء سے خطرہ ہو
روشن میرے سینے میں محبت کا شرہو
دل خوف سے آزاد ہو بیباک نظرہو
پہلو میں میرے ہونے آشام محبت
ہرشے ہو میرے واسطے پیغام محبت

۵۔ خداگمراہ لوگوں کو ڈھونڈھتا اورگنہگاروں کو قبول کرتا ہے۔

۶۔ فروتنی راست بازی کی شرط ہے۔ جواپنے تئیں بڑا ٹھیراتا ہے ۔ چھوٹا کیا جائےگا اورجواپنے آپ کوچھوٹا سمجھتا ہے۔ سرفرازاوربلند مرتبہ کیا جائیگا۔

عاجزی اورانکساری کی تعلیم جیسی انجیل شریف میں ہے۔ غالباً دوسری دینی کتُب میں کم ہی ہوگی۔

۷۔ نافرمانبرداری بُری چیز ہے" مراد یہ ہے کہ خداوند تعالیٰ کی نافرمانبرداری یااپنی ضمیری کی نافرمانبرداری کیونکہ چھوٹی سی اورہلکی سی اندرونی آوازیعنی ضمیر کی آوازہی خدا کی آوازہے۔

۸۔ اپنی زندگی کے دن غفلت میں نہ گذارو۔ اورہر وقت مستعد اورتیار رہو۔ یعنی دنیاوی لذتیں عارضی ہیں۔ اوردوست آنی جانی ہے۔ ادنیٰ چیزوں سے دل لگانا خدا کی غفلت میں شامل ہے۔

۹۔ مبارک وہ ہیں۔ جودل کے غریب ہیں کیونکہ آسمان کی بادشاہت انہی کی ہے۔ مبارک وہ ہیں جوغمگین ہیں۔ کیونکہ وہ تسلی پائینگے۔ مبارک وہ ہیں جو حلیم اورالمنکسر المزاج ہیں۔ کیونکہ وہ زمین کے وارث ہونگے۔ مبارک وہ ہیں جو راستبازی کے بھوکے اورپیاسے ہیں۔ کیونکہ وہ آسودہ ہونگے مبارک ہیں وہ جو رحم دل ہیں۔ کیونکہ اُن پر رحم کیا جائے گا۔ مبارک وہ ہیں جوپاک دل ہیں کیونکہ وہ خدا کودیکھینگے۔ مبارک وہ ہیں جوصلح کرانے والے ہیں۔ کیونکہ وہ خدا کے فرزند ہونگے۔اورمبارک وہ ہیں جوراستبازی کےسبب سے ستائے جاتے ہیں کیونکہ آسمان کی بادشاہت اُنہیں کی ہے"۔

یہ ہےوہ پہاڑی وعظ جس کے متعلق مہاتما گاندھی جی کہتے ہیں کہ" کہ گیتا اورپہاڑی وعظ دوایسی چیزیں ہیں جن کا اُن کی یعنی گاندھی جی کی زندگی پر اک گہرا اثر اورغیرفانی اثر ہے۔ اورانہوں نے تمام ترسبق انہیں سے سیکھے ہیں۔

۱۰۔ کہا گیا ہے کہ اپنے پڑوسی سے دوستی اوراپنے دشمن سے عداوت ۔ مگر میں کہتاہوں کہ اپنے دشمنوں کوپیارکرو اورجوتم کولعنت ملامت کریں۔ ان کیلئے برکت چاہو۔ ۔ جوتم سے کینہ رکھیں اُن کا بھلا کرواورجوتم کو دکھ دیں اورستائیں۔ ان کےلئے دعا مانگو تاکہ تم اپنے آسمانی باپ کے لائق فرزند کہلانے کے مستحق ہو۔

"وہ بدوں اورنیکوں دونوں پر سورج کی روشنی اورچاند کا نور چمکاتا ہے۔ اور جواچھوں اوربُروں دونوں پر مینہ برساتا ہے۔اگرتم انہی کو پیارکرو جوتمہیں پیار کرتے ہیں توتمہارے لئے کیا اجر ہے۔ ایسا توسبھی کرتے ہیں۔ اگرتم فقط اپنے ہی بھائیوں سے سلام کرو۔ تواوروں سے کیا زیادہ کیا۔ تم خدا کی طرف کامل بنو" سچ ہے" تخلقوا با اخلاق اللہ"۔

۱۱۔ بدلے کے بارے میں کہا گیا ہے کہ آنکھ کے بدلے آنکھ اودانت کے بدلے دانت لو۔ مگر میں کہتاہوں کہ ظالم کا مقابلہ نہ کرنا۔ جوکوئی تجھ سے کچھ مانگے اُسے دے اورجو تجھ سے قرض چاہے اُس سے منہ نہ موڑو"۔

۱۲۔ اگرتو چاہے کہ خدا کو پسند آئے۔تواپنے نیک کاموں کولوگوں کے سامنے دکھلانے کیلئے نہ کر۔ جب توخیرات کرے توچاہئے کہ اس طرح کر جوتیرا دائیں ہاتھ دے اوربائیں کومعلوم نہ ہو۔اس طرح پوشیدگی میں دعا مانگ ریاکاروں کی طرح عبادت خانوں اورراستوں کے کونوں پر کھڑے ہوکر دعا نہ مانگ کہ لوگ تجھے دیکھیں ۔ دوسروں کی طرح یہ خیال نہ کر کہ زیادہ گوئی سے تیری سنی جائیگی کیونکہ تیرا آسمانی باپ تیرے مانگنے سے پہلے ہی جانتا ہے کہ تجھےکن کن چیزوں کی ضرورت ہے"۔

۱۳۔ کسی بات کا فکر نہ کرنا خدا سب جانتا ہے وہ خود ہی تمہاری مدد کریگا"۔

۱۴۔ " جوکچھ تم چاہتے ہو کہ لوگ تمہارے ساتھ کریں۔ ویسا ہی تم بھی اوروں کے ساتھ کرو۔ توریت اورنبوتوں کی تعلیم کا نچوڑ یہی ہے۔

۱۵۔ عیب جوئی سے بچو تاکہ تمہارے عیب نہ ڈھونڈے جائیں ۔ جس پیمانے سے تم دوسروں کو ناپتے ہو اسی سے تم کو ناپا جائیگا۔تمہیں اپنے بھائی کی آنکھ کا تنکا تو نظر آتا ہے۔ مگراپنی آنکھ کا شہتیر دکھائی نہیں دیتا۔ پہلے اپنی آنکھ سے شہتیر نکال ڈالو۔ بعد ازاں اپنے بھائی کی آنکھ کا تنکا نکالنا"۔

اب میں حضرت مسیح کی اہم ترین تعلیم کی طرف اپنی توجہ مبذول کرانا چاہتاہوں ۔ میرے ناقص خیال میں جوطریقہ حضرت مسیح نے دنیا میں سے روپیہ کی حرص کودورکرنے کو بتایا ہے۔ وہی ایک واحد راستہ ہے۔ جس پر گامزن ہونے سے ہی بنی نوع انسان بوجھ، موہ، لالچ ، ملک

گیری کی ہوس اورجمع دولت کی لعنتوں سے دورہوسکتے ہیں۔ آج کل ایسی تعلیم کی اشد ضرورت محسوس ہو رہی ہے۔

۱۶۔ خدا پر بھروسہ رکھو مال ودولت اپنے واسطے زمین پر جمع نہ کرو۔ بلکہ آسمان میں جمع کرو۔ جہاں نہ کیڑا لگتاہے نہ زنگ خراب کرتاہے اورنہ چور چراکر لے جاسکتاہے۔

۱۷۔ تم خدا اور دولت دونوں کی خدمت نہیں کرسکتے کیونکہ ضروری ہے کہ ایک سے دشمنی رکھوگے اور دوسرے سے دوستی۔ یاایک کومانوگے اوردوسرے کو ناچیز جانوگے"۔

دنیاداروں کے مکانوں ،مالوں اور باغوں کودیکھنا حرص دنیا کی تحریک لاتاہے۔ اورتقویٰ سے بعید ہے۔

۱۹۔ جب ایک دولت مند حضرت عیسیٰ کے پاس آیا اورپوچھا کہ اے نیک استاد کونسا نیک کام کروں کہ ہمیشہ کی زندگی پاؤں یعنی حیات جاودانی حاصل کروں" توحضرت عیسیٰ نے جواب میں فرمایا" کہ اگر توکامل ہوناچاہتاہے توجا کے سب کچھ جوتیرا ہے بیچ ڈال اور محتاجوں کو دے تجھے آسمان پر خزانہ ملیگا۔ تب آکے میرے پیچھے ہولے"۔

۲۰۔ پہلے تم راستبازی کی تلاش کرو۔ توبعد میں یہ سب چیزیں تم کو مل جائینگی۔یوں کہئے کہ مغربی تہذیب کا حضرت عیسیٰ کی تعلیم سے کوئی تعلق اورواسطہ نہیں ہے بلکہ مغربی تمدن مغربی ملوکیت مغربی ہوس پرستی عیسائیت کے راستے میں سد سکندری ہے اورلوگ بلاوجہ عیسائی قوموں سے جو فقط نام کے ہی عیسائی ہیں حضرت عیسیٰ کی تعلیم کا اندازہ کرتے ہیں۔ اوریہ ایک بڑی غلطی ہے جوحضرت عیسیٰ کی تعلیم پر صحیح معنوں میں چلنے والا مہاتما گاندھی ہی ہے۔اوروہی ان کی سیرت کا آئینہ دنیا کو پیش کرتا ہے۔ حضرت مسیح سچے معنوں میں محبت کا پیغمبر اورامن کا شہزادہ تھا۔محبت اور امن کے بغیر انسانی زندگی دوبھر ہوجاتی ہے۔ نہیں نہیں محبت اورامن کے بغیرزندگی ایک امر محال معلوم ہوتی ہے۔

حضرت مسیح۔ اُن کی زندگی اورتعلیمات

(ازقلم پروفیسر پریتم سنگھ صاحب ایم۔ اے لاہور)

حضرت مسیح کی شخصیت ایک نہایت ہی برگزیدہ شخصیت ہے۔ اُن کو انجیل مقدس میں خداکا بیٹا ۔ اورابن آدم کہا گیا ہے۔ یہ ایک ایسی اصطلاح ہے ۔ جو اس وقت مستعمل تھی ۔ بہآئی اصطلاح میں ان برگزیدہ ہستیوں کی مظاہر الہٰی یہ مظاہر الہٰی اُس شمس حقیقت کے مختلف آئینے ہوا کرتے ہیں۔ اورمامور من اللہ یا مبعوث ہوا کرتے ہیں۔ اورخدا اُن سے میثاق لیا کرتا ہے۔ چنانچہ یوحنا کی انجیل میں خود حضرت مسیح فرماتا ہے:

" میں اپنے آپ سے کچھ نہیں کرسکتا۔ جیسا سنتا ہوں عدالت کرتاہوں اورمیری عدالت بھی ہے۔ کیونکہ میں اپنی مرضی نہیں ۔ بلکہ اپنے بھیجنے والے کی مرضی چاہتا ہوں۔ جو کام باپ نے مجھے پورے کرنے کو دئیے ۔ یعنی یہ ہی کام جومیں کرتاہوں وہ میرے گواہ ہیں۔ کہ باپ نے مجھے بھیجا ہے اُس نے میری گواہی دے ہے۔تم نے نہ کبھی اُس کی آواز سنی ہے۔ اورنہ اُس کی صورت دیکھی ہے۔ کیونکہ اگرتم موسیٰ کا یقین کرتے تومیرا بھی یقین کرتے"۔

اسی بات کی تائید قرآن کریم بھی کرتا ہے:

" کہہ دو کہ ہم ایمان رکھتے ہیں اللہ پر اوراُس حکم پر جوبھیجا گیا۔ اوراُس پر بھی جوکچھ اورانبیاء کو دیا گیا۔اُن کے پروردگارکی طرف سے۔ اس کیفیت سے کہ ہم اُن میں سے کسی ایک بھی تفریق نہیں کرتے اورہم اللہ کے مطیع ہیں"۔

حضرت عبد اللہ مفاوضات میں فرماتے ہیں:

" حضرت مسیح نے خارق العادت قوت سے پُرانی شریعتِ موسوی کو منسوخ کیا اورتمام دنیا کی اصطلاح کا بیڑا اٹھایا۔ بنی اسرائیل کے لئے ایک دفعہ پھرعزت ابدی کی بنیاد ڈالی۔اورایسی تعلیمات پھیلائیں جوصرف بنی اسرائیل کے لئے ہی بفرض نہ تھیں۔ بلکہ تمام بنی نوع انسان کے لئے بہبودی کی بنیاد تھیں۔ حضرت مسیح بنی نوع انسانی کا حقیقی مربی تھا اورخدا ئی قوت سے موید اورمعرفق تھا۔ چنانچہ اہل بہاکسی بھی پیغمبر کو آخری پیغمبر یاکسی بھی پیغمبر کو ایک مکمل پیغام کا حامل نہیں مانتے۔ بلکہ وہ گیتا کے اس شلوک سے

اتفاق رکھتے ہیں۔ جہاں سری کرشن فرماتے ہیں" اے بھارت جب کبھی دھرم ،،،،،،، اورادھرم ترقی کرتا ہے ۔ میں خود جنم لیتاہوں یعنی اوتار دھارن کرتاہوں۔ نیکوں کی حفاظت اور بدوں کی بیخ کنی کے لئے۔ نیز دھرم کو دوبارہ قائم کرنے کے لئے میں ہرزمانے میں ظہور کرتا رہتاہوں" چنانچہ انجیل میں بھی لکھا ہے " مجھے تم سے اوربھی باتیں کہنی ہیں۔ مگراب تم اُن کو برداشت نہیں کرسکتے۔ لیکن جب وہ یعنی سچائی کی روح آئیگا۔ توتم کوتمام سچائی کی راہ بتائیگا۔ اس لئے کہ وہ اپنی طرف سے نہ کہیگا۔ لیکن جوکچھ سنیگا وہی کہیگا اورتمہیں آئندہ کی خبریں دیگا" (یوحنا ۱۶باب کی ۱۲، ۱۳)۔ پھر فرمایا ہے " یہ نہ سمجھو کہ میں توریت یانبیوں کی کتابوں کومنسوخ کرنے آیاہوں۔ منسوخ کرنے نہیں بلکہ پورا کرنے آیاہوں"۔ اوراسی سلسلے میں فرمایا ہے کہ" تم سن چکے ہو کہ کہا گیا تھا۔ آنکھ کے بدلے آنکھ اوردانت کے بدلے دانت۔ لیکن میں تم سے یہ کہتاہوں کہ شریر کا مقابلہ نہ کرنا"۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ اہل ہنا حضرت مسیح کو انبیائے کرام میں سے ایک مستقل پیغمبر یا نبی صاحب کتاب اورشریعت اورمالک عصمب کبرا سمجھتے ہیں۔ اوراُس کے کلام کوکلامِ الہٰی خیال کرتے ہیں۔ یہ تورہا مقام۔ اب مختصر طور پر حضرت مسیح کی زندگی کے حالات اوران کی تعلیمات پیش کی جاتی ہیں۔

آپ بیت لحم میں پیدا ہوئے۔ یہ گاؤں شہر یروشلیم دارالحکومت فلسطین سے ۷میل کے فاصلے پر ہے۔آپ کی پیدائش کے دن سے ہی عیسوی سنہ کا آغاز ہوتا ہے۔ آپ کی والدہ کا نام مریم اوروالد کا نام یوسف تھا۔ جوبڑھئی کا کام کرتا تھا۔ پیدا ہونے کے وقت آپ کی والدہ سرائے کے باہر ٹھہری ہوئی تھی۔ اورکمرہ خالی نہ ہونے کی وجہ سے اصطبل میں جنم ہوا۔ اس وقت فلسطین میں روماوالوں کی حکومت تھی اوربادشاہ کا نام ہیرودیس تھا۔ اُس وقت عام روایت تھی کہ یہودیوں کے بادشاہ کا جنم ہوگا۔ اورلکھا تھاکہ آسمان میں ایک ستارہ دکھائی دیگا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ اورہیرودیس نے حکم دیاکہ بیت الحم میں خاص دنوں میں جو بچے پیداہوں۔ اُن کومار دیا جائے۔ جنابِ مسیح کے والدے نے ایک خواب دیکھا جس میں اُسے کہا گیا۔ کہ بچے اوراُس کی ماں کو فوراً مصر میں لے جاؤ۔ چنانچہ مسیح بچپن میں مصر میں پرورش پاتا

رہا۔ اورہیرودیس کی وفات کے بعد وہ اپنے والدین کے ساتھ مصر سے واپس آیا اورشمالی فلسطین میں ناصرت میں رہتا رہا۔ اوربارہ برس کی عمر میں یروشلیم میں آکر رہنے لگ گیا۔ وہاں ۱۲سال کی عمر سے لے کر ۳۰ سال کی عمر تک کے حالات نہیں ملتے۔ اُن ہی ایام میں یوحنا کو ایلیاہ بھی کہتے ہیں۔ خدا کی بادشاہت کی نزدیکی کی خبردیتا تھا۔ لکھا ہے کہ وہ اونٹ کے بالوں کا لباس پہنے اورچمڑے کا پٹکا اپنی کمر سے باندھے اورٹڈیاں اورجنگلی شہد کھاتا تھا۔ اوریہ منادی کرتا تھا کہ توبہ کرو۔ کیونکہ خدا کی بادشاہت نزدیک ہے۔ اورلوگوں کویردن کے پانی سے بپتسمہ دیتا تھا۔ مگرساتھ ہی یہ بھی کہتا تھا کہ میرے بعد ایک شخص آنے والا ہے جوتمہیں روح القدس سے بپتسمہ دیگا۔ مگریہودیوں نے وہی غلطی کی جس کے متعلق انجیل میں لکھا ہے۔

" اے ریاکاروتم پر افسوس ہے کہ نبیوں کی قبریں بناتے اورراستبازوں کے مقبرے آراستہ کرتے ہو۔ اور کہتے ہو کہ اگر تم اپنے باپ دادوں کے زمانے میں ہوتے تونبیوں کے خون میں اُن کے شریک نہ ہوتے۔ اس لئے دیکھو میں نبیوں کو تمہارے پاس بھیجتا ہوں۔ اُن میں سے بعض کو قتل کروگے اور صلیب پر چڑھاؤ گے۔ اوربعض کو اپنے عبادت خانوں میں کوڑے ماروگے اورشہر بشہر ستاتے پھروگے"۔

چنانچہ ویسا ہی ہوا۔ اورقرآن کریم میں بھی لکھا ہے" افسوس ہے لوگوں کے حال پر کہ نہیں آتا رسولوں میں سے کوئی رسول اُن کے پاس جس پر وہ ہنسی ٹھٹھا اورقبول نہیں کرتے"۔ مگرباوجود ان سختیوں کے حضرت مسیح کامیاب رہا۔ اورلوگوں سے کہتا رہا۔ کہ تم جوتھکے ماندے ہو۔ اوربوجھ سے دبے ہوئے ہو۔ میرے پیچھے آؤ اورمیں تم کو آرام دونگا" خیال فرمائیے کہ معمولی ماہی گیر اورٹیکس لینے والے اپنے جالوں اورکاموں کو چھوڑکر اُسکے پیچھے ہولیتے ہیں۔ اورآج روئے زمین کے بادشاہ اُن حوارئین کے متبرک ناموں کے سامنے سربسجود ہوتے ہیں۔ لکھا ہے کہ حضرت مسیح اندھوں کو بینائی دیتے۔ اپاہجوں کو تندرست کرتے۔ بیماروں کو صحت بخشتے اورمُردوں کوزندہ کرتے تھے۔ یہ معجزے جسمانی معنوں میں نہیں بلکہ اہل بہا کا عقیدہ ہے۔ کہ روحانی کاموں میں بالکل درست اوربجا ہیں۔

معلوم رہے کہ حضرت مسیح تمثیلوں کے ذریعے تعلیم دیتے تھے اورجب حوارئین کی سمجھ میں کوئی بات نہ آئی توتمثیل کوواضح کرتے تھے۔

چنانچہ بیج بونے والے کی تمثیل بیان کرتے ہوئے حضرت مسیح نے کہا:

اورآپ نے ان سے بہت سی باتیں تمثیلوں میں فرمائیں کہ دیکھو ایک بونے والا بیج بونے نکلا ۔ اوربوتے وقت کچھ دانے راہ کے کنارے گرے اورپرندوں نے آکرانہیں چگ لیا۔اورکچھ پتھریلی زمین پرگرے جہاں ان کوبہت مٹی نہ ملی اور گہری مٹی نہ ملنے کے سبب سے جلد اگ آئے۔ اور جب سورج نکلا تو جل گئے اور جڑنہ ہونے کےسبب سےسوکھ گئے۔اورکچھ جھاڑیوں میں گرے اور جھاڑیوں نے بڑھ کران کو دبالیا۔اورکچھ اچھی زمین میں گرے اورپھل لائے ۔ کچھ سوگناہ ساٹھ گنا کچھ تیس گنا۔ جس کے کان ہوں وہ سن لے۔

صحابہ کرام نے پاس آکر آپ سے کہا آپ ان سے تمثیلوں میں کیوں باتیں کرتے ہیں؟ آپ نےارشاد فرمایا اس لئے کہ تم کوآسمان کی بادشاہی کے بھیدوں کی سمجھ دی گئی ہے مگران کونہیں دی گئی ۔ کیونکہ جس کے پاس ہے اسے دیا جائے گا اوراس کے پاس زیادہ ہوجائے گا اورجس کے پاس نہیں ہے اس سے وہ بھی لے لیا جائے گا جس کا اسے گمان ہے کہ اس کے پاس ہے۔ میں ان سے تمثیلوں میں اس لئے باتیں کرتاہوں کہ وہ دیکھتے ہوئے نہیں دیکھتے اورسنتے ہوئے نہیں سنتے اورنہیں سمجھتے ۔ اوران کے حق میں یسعیاہ نبی کی پیشین گوئی پوری ہوتی ہے کہ

تم کانوں سے سنوگے پر ہرگز نہ سمجھوگے اورآنکھوں سے دیکھوگے پرہرگزمعلوم نہ کروگے ۔کیونکہ اس امت کے دل پر چربی چھاگئی ہے اوروہ کانوں سے اونچا سنتے ہیں ۔اورانہوں نے اپنی آنکھیں بند کرلی ہیں تا ایسا نہ ہو کہ آنکھوں سے معلوم کریں۔ اورکانوں سے سنیں اوردل سے سمجھیں اوررجوع لائیں اور میں ان کو شفا بخشوں۔لیکن مبارک ہیں تمہاری آنکھیں اس لئے کہ وہ دیکھتی ہیں اورتمہارے کان اس لئے کہ وہ سنتے ہیں۔

کیونکہ میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ بہت سے نبیوں اور دیانتداروں کو آرزو تھی کہ جو کچھ تم دیکھتے وہ دیکھیں مگر نہ دیکھا اورجو باتیں تم سنتے ہوسنیں مگر نہ سنیں۔

پس بونے والے کی تمثیل سنو۔جب کوئی بادشاہی کا کلام سنتا ہے اورسمجھتا ہے تو جو اس کے دل میں بویا گیا تھا اسے وہ شریر آکر چھین لے جاتا ہے۔ یہ وہی ہے جو راہ کے کنارے بویا گیا تھا۔ اورجو پتھریلی زمین میں بویا گیا یہ وہ ہے جوکلام کو سنتا ہے اسے فی الفورخوشی سے قبول کرلیتا ہے ۔ لیکن اپنے اندر جڑ نہیں رکھتا بلکہ چند روزہ ہے اورجب کلام کے سبب سے مصیبت یا ظلم برپا ہوتا ہے تو فی الفور ٹھوکر کھاتا ہے ۔اورجو جھاڑیوں میں بویا گیا یہ وہ ہے جوکلام کو سنتا ہے اوردنیا کی فکر اور دولت کا فریب اس کلام کودبا دیتا ہے اوروہ بےپھل رہ جاتا ہے۔اورجواچھی زمین میں بویا گیا یہ وہ ہے جو کلام کو سنتا ہے اور سمجھتا ہے اور پھل بھی لاتا ہے ، کوئی سو گنا پھلتا ہے کوئی ساٹھ گنا کوئی تیس گنا۔

اُن کی تعلیمات نہایت ہی معقول اورہر طرح سے نیکی کی زندگی کی تلقین کرتی ہیں۔ پہاڑی وعظ میں جونہایت ہی مشہور ہے فرمایا ہے:

"مبارک ہوجوتم غریب ہو۔ کیونکہ خدا کی بادشاہت تمہاری ہے"۔

"مبارک ہوجوتم بھوکے ہو۔ کیونکہ آسودہ ہوگے"۔

"مبارک ہوتم جواب روتے ہو۔کیونکہ ہنسوگے۔

"مبارک ہیں وہ غمگین ہیں کیونکہ وہ تسلی پائینگے"

" مبارک ہیں وہ جو رحمدل ہیں کیونکہ اُن پر رحم کیا جائیگا۔

" مبارک ہیں وہ جوپاک دل ہیں کیونکہ وہ خدا کودیکھیں گے"۔

اس قدر انکساری اورایثار اورقربانی کی تعلیم کیوں نہ پھل لاتی۔ آج یورپ امریکہ اورآسٹریلیا کی مسیحی قومیں کیوں نہ ایسے بڑے مربی عالم پرنازاں ہوں۔ اورعید نہ منائیں۔ یہ دن صرف اُن کے لئے ہی خوشی اورمبارک دن نہیں ہے ۔ بلکہ اُن کو جومسیحیت کے دائرے سے باہر ہیں۔ چاہیے کہ اُس

خوشخبری میں شریک ہوں۔ کیونکہ مظاہر الہٰی اُس سورج کی طرح ہیں جوسب پریکساں چمکتا ہے۔ حضرت عیسیٰ صرف عیسائیوں کی ملکیت نہیں۔ وہ ساری دنیا کے نجات دہندہ ہیں اوراُن کا پیغام سب اہل عالم کے لئے ہے۔ اخوت اندریاسیہ کا یہ جلسہ نہایت ہی مبارک ہے۔ کہ اُنہوں نے مختلف مذاہب کے نمائندوں کوحضرت مسیح کے قدموں پر اپنی عقیدت کے پھول چڑھانے کا موقعہ دیا ہے۔ آپ سب کو یہ عید میلاد حضرت مسیح بہت بہت مبارک ہو۔

اُخوت ووحدت انسانی

(ازقلم جناب پادری سلطان محمد پال صاحب لاہور)

انجیل جلیل کے مطالعہ کرنے کے بعد اس امر کی وضاحت کی مطلق ضرورت محسوس نہیں ہوتی کہ حضور مسیح کی آمد یا بعثت کا خاص یا امتیازی مقصدکیا تھا۔ آپ کا مقصد زمین پر "الہٰی ابوت" اور"انسانی اُخوت" قائم کرنا تھا۔ چنانچہ آپ نے یہ تعلیم ۔ کہ خدا بُلا امتیاز قومی اورانتساب ملکی تمام بنی نوع انسان کا باپ [1] ہے۔ اورتمام افراد انسانی مل کر اس الہٰی خاندان کی تشکیل کرتے ہیں۔ لہذا ہرشخص ایک دوسرے کا بھائی یا بہن ہے۔ اورکسی کو کسی پر تفوق یافضیلت حاصل نہیں۔

حضورِمسیح کی اس تعلیم کی اہمیت واضح کرنے کے لئے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اُس ماحول پر ایک طائرانہ نظر ڈالی جائے۔ جوحضورکی پیدائش کے وقت بنی نوع انسان کے دل ودماغ کومتاثرکئے ہوئے تھا۔ آپ کے زمانے میں تین مختلف قومیں انسانیت کی تخریب میں مساعی اورکوشاں

---

[1] متی ۶:۹

تھیں۔یعنی رُومی، یونانی اوریہودی ۔ رومیوں کو اپنی سلطنت اورزوروطاقت پر فخر تھا۔ یونانیوں کو اپنی زبان فلسفه اور حکمت پر نازتھا۔ یہودی اپنے آپ کو خدا کی برگزیدہ قوم، انبیاء کے وارث اورالہٰامی کتابوں کے حامل سمجھ کر باقی انسانوں کواس قدرحقیر وذلیل سمجھتے تھے۔ کہ اُن کے ساتھ کسی قسم کا تعلق رکھنا ناقابل عفو جُرم تھا۔ رومیوں کوجواُن کے حاکم تھے "نامختون" کہا کرتے تھے۔ سامریوں کے ساتھ جواُن کا ایک ہم مذہب فرقه تھا۔ ناگفته به اورجگر پاش سلوک کرتے تھے۔ وہ حضورمسیح کو اکثریه طعن دیا کرتے تھے کہ"تویہودی ہوکر سامریوں کے ساتھ کھاتا پیتا ہے۔ اوران کے گاؤں میں آیاجایا کرتا ہے" غرضکه اُس وقت دنیا پر قومیت وعصبیت ، تفاخرو تفاوق کا ایک ایسا گہرا اندھیرا چھایا تھا کہ خود انسان ،انسان کی تحقیروتذلیل میں کوئی اکسر اٹھا نہیں رکھتا تھا۔ یہاں تک کہ خود انسان کے لئے انسانیت ایک درد بے درمان بن چکی تھی۔

ایسے دور مظلمه میں حضور مسیح نے آکر انسان کوقعرمذلت سے اٹھاکر عالمِ لاہوت تک پہنچایا۔ انسا ن کی عزت اورمنزلت اس سے زیادہ اورکیاہوسکتی ہے ۔ کہ اِس خاکی پتلے کو الہٰی خاندان کا ایک فرد سمجھا جائے۔ مسیح ہر انسانی شخصیت میں الہٰی صورت اورہرصورت میں خدائی جھلک دیکھتے تھے۔ سیدنا مسیح نه صرف انسان کو ذاتی اہل اور صنفی قیود سے آزاد ہونے کی تعلیم دیتے تھے۔ بلکه انسان اورخدا میں جدائی کا جودورحائل ہے۔ اُس کوہٹاکر کامل یک رنگی یک جہتی اوروحدت دیکھنے کی متمنی تھے۔ چنانچه اپنی ایک مشہوردعا میں فرماتے ہیں که:

" یعنی جس[1] طرح اے باپ ۔ تومجھ میں ہے اورمیں تجھ میں ہوں وہ بھی ہم میں ہوں اوردنیا ایمان لائے۔ که توہی نے مجھے بھیجا ہے اوروہ جلال جوتونے مجھے دیا ہے میں نے اُنہیں دیا ہے تاکہ وہ ایک ہوں۔ جیسے ہم ایک ہیں"۔

امیرخسرو رحمته الله علیه نے کیا خوب کہا ہے که

من توشدوم تومن شدی من جاں شد توتن شدی

تاکس نگوید بعدازیں من دیگرم تودیگری

حضور مسیح کے نزدیک قومیت دوطنیت دوگونه لعنت ہے۔ قوم پرستی اورملک پرستی انسانی مواخات کے

---

[1] یوحنا ۱۷: ۲۱- ۲۳

بالکل برخلاف اورسراسر ضدہیں۔ اس لئے حضور نے اس لعنت کو رفع کرنے کی یہاں تک کوشش کی کہ تمام یہودی آپ کے جانی دشمن ہوگئے۔ اوربلاآخر آپ کی جان لینے میں کامیاب ہوگئے۔آپ یہودی قوم میں پیدا ہوئے ، یہودی ملک میں نشوونما پائی ۔ لیکن نہ توآپ نے یہودیوں کے ملک کو اپنا ملک کہا اورنہ یہودی کہلانے کو کبھی پسند کیا۔ آپ نے اپنے لئے ابنِ آدم کا نام انتخاب کیا۔ تاکہ قومی اورملکی خصوصیت سے بالاتر رہیں۔ آپ کے نزدیک ایک حبشی باہمہ سیاہ فامی اورایک رومی باہمہ سرخی وسفید مساوی وبرابر کا شریک ہے۔ مشرق اورمغرب دونوں خدا کی ملکیت ہیں اورہم جہاں بھی ہوں اُس کے فرزند ہیں اوربرابر کے حقدار۔

آپ کی ہمدردی اوربرادرانہ سلوک میں کوئی تخصیص یاامتیاز نہ تھا۔ جوسلوک آپ یہودیوں کے ساتھ کرتے تھے بیعنہ وہی سلوک سامریوں[۱]، یونانیوں[۲]اوررومیوں[۳] وغیروں کے ساتھ کرتے تھے۔ جہاں آپ یہودیوں کے مُردے زندہ کرتے تھے اوراُن کے بیماروں کو اچھا کرتے تھے۔ وہاں سامریوں اوررومیوں کے ساتھ وہی سلوک کرتے تھے۔ غرضکہ آپ نے نہ صرف اپنے قول سے بلکہ اپنے فعل سے بھی قومی اورمُلکی امتیازات کو بالکل مٹادیا اورابوتِ الہٰی اوراُخوت انسانی کی بنیاد کومستحکم کیا۔

حضرت اقبال مرحوم نے اس مفہوم کویوں ادا کیا ہے کہ

نہ افغانیم دنے ترک تتاریم
چمن زادیم وازایک شاخساریم
تمیزرنگ وبوبرماحرام است
کہ ماپردروہ یک نوبہاریم

دنیا میں چند ایسے اشخاص بھی ہیں جووحدتِ انسانی کے قائل نہیں ہیں۔وہ کہتے ہیں کہ طباقت انسانی میں چند ایسے اہم مابہ الامتیازات ہیں ۔ جن کا رفع ہو جانا بے حد دشوار ہے۔ مثلاً ملکی اختلاف، لسانی اختلاف اورمذہبی اختلاف ۔ ہم بھی ان اختلافات کے قائل ہیں۔ لیکن یہ

---

[۱] یوحنا ۴: ۷۔ ۴۲۔

[۲] مرقس ۷: ۲٦

[۳] ۷: ۵

اختلافات اُصولی اورفطری نہیں۔ بلکه عارضی اورفرعی ہیں۔ مثلاً:

ملکی اختلاف

انسان اس سطح زمین پر کہیں نه کہیں پیدا ہوتا ہے۔ یا کسی قطعه کوآباد کرتا ہے۔ اوراُس میں سکونت اختیارکرتا ہے۔ لیکن اس سے انسان کو یه حق نہیں پہنچتا ہے که وہ محض اس خیال سے که وہ ایک خاص قطعه زمین پر اتفاق سے پیدا ہوا ہے۔ اپنے مولد کودوسروں کے مولد پر فوقیت دے یا اپنے مسکن کو دوسروں کے مسکن پر فضیلت دے۔

لسانی اختلاف

زبان ایک ایسی چیز ہے ۔ جس کو خود انسان نے اپنے مانی الضمیر کے سمجھانے اورحوائج زندگی کے رفع کرنے کے لئے ایجاد کیا ہے۔ لیکن اس کے یه معنی نہیں که وہ اپنی زبان کو الہامی سمجھ کر دوسری زبانوں کی حقیر وتذلیل کرے۔

مذہبی اختلاف

جب سے انسان نے مذہب کی چھان بین اورمقابله کرنے کا کام شروع کیا ہے۔ تب سے بہت سی غلط فہمیاں رفع ہوگئی ہیں۔ اورایک دوسرے کے نزدیک ترہوتے جاتے ہیں۔ حقیقت یه ہے که مذہب میں بہت کم اُصولی اختلاف ہیں۔ دنیا میں کوئی مذہب ایسا نہیں ہے جو قتل کرنے ، جھوٹ بولنے ، زنا کرنے وغیرہ افعال ناشائسته کی تعلیم وتلقین کرتا ہویا افعال حسنه کی تائید نه کرتاہو مجھے یقینِ واثق ہے۔ که جس وقت دنیا اخوت ووحدتِ انسانی کی بے نظیر تعلیم کے محاسن سے واقف ہوجائیگی ۔ اُس وقت باقی اختلافات ومناقشات بھی رفع ہوجائینگے۔

جہاں انسانوں میں چند عارضی اورفروعی اختلافات ہیں۔ وہاں کثرت کے ساتھ ایسے مشترکه اُموربھی ہیں جو فطری طورپر انسانی اُخوت اوروحدت کوثابت کرتے ہیں۔ مثلاً تعقل، ادراک ، مرضی ، اختیار، امتیاز، انتخاب ، ایسے مشترکه قویٰ ہیں جو تمام افراد انسانی کو ایک سلکِ میں منسلک کرتے ہیں۔ پس عارضی اختلافات کی بناء پر حقیقی اورفطری مشارکات کو نظر اندازکرنا سخت غلطی ہے۔

ممکن ہے که اس جلسه میں ایسے اصحاب بھی تشریف رکھتے ہوں جو انجیل جلیل کی اصطلاحات سے ناواقف ہونے

کی وجہ سے " خدا کوباپ" کہنے اور" انسان کو اُس کے فرزند" کہنے سے تردد محسوس کریں۔اس لئے اس کی توضیح کی ضرورت ہے۔ کہ خدا کوباپ اورانسان کواس کے فرزند کہنے کے انجیل جلیل کی رُو سے کیا معنی ہیں۔

اَبوّت خُداوندی

جس طرح جسمانی باپ اپنے خاندان کا سرداراورایک گونہ بادشاہ ہوتاہے۔اوران میں سے ہرایک فرد کے ساتھ محبت اورمساویانہ سلوک کرتاہے۔ ان کی تقصیروں کو معاف کرتاہے اوراُن کے آلام ومصائب سے خوش نہیں ہوتا۔ اسی طرح خدا کو"باپ" کہنے کا یہ مطلب ہے ۔ کہ خدا ہمارا خالق ، مالک اورپروردگار ہے۔ وہ تمام کائنات کا حقیقی بادشاہ اور فرمانرواہے۔ اُسی کی مرضی تمام کائنات میں جاری وساری ہے۔ اُس کی محبت کی کوئی حدودانتہا نہیں۔ وہ اپنے تمام بندوں کے ساتھ مساویانہ سلوک کرتاہے۔ وہ ازحد زیادہ مہربان اوربخشنے والا ہے۔ اُس کوکسی کے ساتھ بغض ،عداوت اورکینہ نہیں وہ اپنے بندوں کی تکالیف سے خوش نہیں ہوتا۔ وہی عبادت اورپرستش کے قابل ہے اوربس۔

خُدا کے فرزند

انجیل جلیل کی اصطلاح میں خدا کے فرزند ہونے کے یہ معنی ہیں کہ جس طرح دنیاوی باپ کی بعض صفات اُس کے بیٹوں میں منتقل ہوجاتی ہیں۔ اسی طرح انسان بھی الہٰی رنگ میں بالکل رنگ جائے یعنی خدا کی صفات کا آئینہ یاعکس بن جائے۔ مثلاً خدا محبت ہے۔ وہ بھی سراپا محبت بن جائے۔ خدا رحیم ہے وہ بھی سراپا رحیم بن جائے۔ خدا کو کسی سے بغض وعداوت نہیں۔ اسی طرح اسکو بھی کسی سے بغض وعداوت نہ ہونا چاہیے۔ تمام انسانوں کے ساتھ برادرانہ سلوک کرے۔

اپنی مرضی کو خدا کی مرضی کے آگے کالعدم سمجھے۔ اپنے آپ کو منِ کل الوجوہ خدا کے ہاتھ میں دے۔ اُسی کی اطاعت کرے۔ اُسی کی عبادت کرے۔ اُسی کے آگے سرتسلیم خم کرے اورراضی برضائے الہٰی ہوجائے۔چنانچہ حضور مسیح فرماتے ہیں کہ:

"کیونکہ میں[1] ہمیشہ وہی کام کرتا ہوں۔ جو اُسے پسند آتے ہیں"۔ اور

"اے باپ میری مرضی[2] نہیں۔ بلکہ تیری مرضی پوری ہو"۔

معزز سامعین! میں نے وحدتِ واُخوتِ انسانی کے متعلق حُضور مسیح کا خیال نہایت اختصار کے ساتھ آپ کے سامنے پیش کیا ہے۔ اب میں چند منٹ اس امر پر صرف کرنے کی اجازت چاہتا ہوں کہ حضور مسیح کے نزدیک وحدت واُخوت انسانی کے اُصول یا ارکان کیا ہیں؟ میں اُن اصول یا ارکان میں سے جن کو حضور مسیح نے متعین فرمایا ہے ۔ صرف چار باتیں پیش کرتا ہوں اورباقی اُصول کے لئے انجیل جلیل کے مطالعہ کرنے کی درخواست کرتا ہوں:

مواخات کے اُصول چہارگانہ

---

[1] یوحنا ۸:۲۹۔

[2] متی ۲۶:۳۹ تا ۴۲

۱۔پس[3] جو کچھ تم چاہتے ہو کہ لوگ تمہارے ساتھ کریں وہی تم بھی اُن کے ساتھ کرو"۔

سعدی علیہ الرحمتہ نے اس مفہوم کو یوں ادا کیا ہے۔ کہ ہر آنچہ برخود نہ پسندی بدیگراں پسند۔

۲۔اپنے پڑوسی[4] سے اپنے برابر محبت رکھ"۔

پڑوسی سے تمام افراد بنی آدم مراد ہے۔ چنانچہ خود حضور نے "نیک سماری[5]" کی تمثیل میں اس کی تشریح کی ہے۔

۳۔"پس چاہیے[6] کہ تم کامل ہو۔ جیسا تمہارا آسمانی باپ کامل ہے"۔

۴۔میرا حکم[7] یہ ہے کہ جیسے میں نے تم سے محبت رکھی ۔ تم بھی ایک دوسرے سے محبت رکھو"۔

---

[3] لوقا ۶:۳۱

[4] لوقا ۱۰:۴۹

[5] لوقا ۱۰-۴۰۔

[6] متی ۵:۴۸

[7] لوقا ۶:۳۱۔

" اگرتم اپنے محبت کرنے والوں ہی سے محبت رکھو توتمہارا کیا احسان ہے۔ اور اگر صرف تم اُن ہی کا بھلا کرو جوتمہارا بھلا کریں۔ توتمہارا کیا احسان ۔ تم اپنے دشمنوں سے محبت رکھو ، اوران کا بھلا کرو توتم خدا تعالیٰ کے بیٹے ٹھہروگے"۔

جلوہ مسیح

(ازفصیح الکلام جناب برگیڈئر الائس داس صاحب لکھنوی امرتسر)

ازل میں تھا کلام اورساتھ تھا جورب باذل کے
خدا تھا جوحقیقت میں خدا کی ذات سے مل کے
منازل تھے نمایاں لامکاں میں جس کی منزل کے
پس کتم عدم جلوے تھے جس کے نورِکامل کے
وہی ہوکر مجسم بطنِ مریم سے ہوا پیدا۔
ہماری مغفرت کوشانِ اکرم سے ہوا پیدا
وہ خلاقؤ ودوعالم جس کی خلاقی کا شہرا ہو
وہ صناعِ ازل جوموجب تزئین دنیاہو
خدائی شان سے جوآسماں پرجلوہ فرماہو
حدیثِ غور ہے وہ باکرہ مریم سے پیدا ہو
متاعِ مال وجاں قرباں کردیں کیوں نہ ہم اُس پر
ہمارے واسطے چھوڑا تھا اُس نےآسمانی گھر
فلک پرکوکب اقبال چمکا اُس کی آمد پر
مٹا نام ونشان دنیا سے غم کا اُسکی آمد پر
کھلا سب پول شیطان کے بھرم کا اُسکی آمد پر
بہا کس لطُف سے دریا کرم کا اُس کی آمد پر

سرورافزا ہواؤں پر مسرت رقص کرتی تھی
گلوں کے کان بہت نغمہ فرحت سے بھرتی تھی
مجوس نکتہ واں کا وہ دیارِشرق سے آنا
وہ تارے کی فلک سے رہنمائی اُن کی فرمانا
وہ ان کا جھولیوں میں تحفہ شاہنشی لانا
وہ ان کا رُوبرُواُس طفل کے سجدے میں جھک جانا
عیاں ہم پر ہوا اِن دفعاتِ حیرت افزا سے
الہٰی شخصیت اُتری تھی فردوس مطلا سے
فرشتے لائے یہ پیغام رب اکرم وارحیم
ہوا داؤد کے قریہ میں پیدا منجئی عالم
ہوئے پردے رباب ہبحت کے مترنم
نوائے دلربا کانوں میں گونجی مٹ گئے سب غم
مچائی تھی ملائک نے خوشی کو دھوم گروں پر
مسرت جھومتی تھی دنیا میں کروفر
زمین پہ یوں ہوئی تولیدِ منجی کی ثنا خوانی
فرشتے فرش پر کرنے کوآئے شکررحمانی
گڈریوں پر بیاباں میں وہ چمکا نورنورانی

نبی پرتو سے جس کے رونق صدرخلد ویرانی
کہا چرنی نے کیا ہے میرے آگے معدن گوہر
مری آغوش میں ہے آسمانی لال جلوہ گر
فرشتے لحن وجدانی سے لہراتے ہوئے آئے
خدا کو عرش پر تمجید ہوگاتے ہوئے آئے
ملی خالق سے پھر خلقت یہ سمجھاتے ہوئے آئے
مسرت سے اچھلتے اوراتراتے ہوئے آئے
مرقع گویا جنت کا کھنچا تھا روئے عالم پر
دیکھا تھاآئینہ فرت کاآبِ جوئے عالم پر
جب اُس کی پاک ہستی پر نگاہ غورکرتے ہیں
یقین اُس کی خدائی کا بشرفی الفورکرتے ہیں
خداوندی کا اس اعتراف ہرطورکرتے ہیں
بہر صورت ہودیدارراستی کا دورکرتے ہیں
کوئی دھبہ کوئی داغ اُسکے دامن پر نہیں ملتا
بہت ڈھونڈا اگرایسا کوئی گوہر نہیں ملتا
برس بارہ کا سن تھا جب گیا ہیکل میں وذیشاں
الہٰی گفتگو سے عالموں کوکردیا حیراں

بُری حیرت سے تکتا تھا اُسے ہر ایک نکتہ داں
دئیے اُن کے سوالوں کے جواب اُس نے بصد چنداں
جسے بچپن میں حاصل ہو یہ قدرت اُس کو کیا کہئے
بشر کی زندگی کی کشتیوں کا ناخدا کہئے
یہ مانا ہم نے دنیا میں بہت سے انبیاء آئے
دکھاتے راہ گمراہوں کو لاکھوں رہنما آئے
لگانے پار بیڑا ڈوبنے والوں کا کیا آئے
بہاتے اپنی اپنی کشتیوں کو ناخدا آئے
زمانہ گر کرے یوں نبی جہاں بعد از جہاں پیدا
مگر توبہ مسیح پاک سا منجی کہاں پیدا!
ہزاروں کو کھلایا پیٹ بھر اُس نے محبت سے
کئے مہر و عطا کے کام کیا کیا مہر و الفت سے
دکھائے اپنے جلوہ اُس نے ہم کو شان ندرت سے
عطا کیں آنکھیں اندھوں کو چلائے مُردے قدرت سے
اثر اُس کی مسیحائی کا ہے اب ہواؤں میں
رہیگا نام اُس کا تا ابد روشن فضاؤں میں
وہ بچپن وہ جوانی اور وہ اُس کا نورِ نورانی

کھلے ہیں پھول کی مانند یہ گلہائے روحانی
عیاں ہیں سب پہ اُسکی زندگی کا رازِ لاثانی
کہیں تھا ظلِ حقانی کہیں تھا شانِ انسانی
انہیں دونوں صفاتِ کاملہ سے تھا مزین وہ
ازل سے ہے گنہگاروں کی بخشش پر معین وہ
وہ معنی ہے یہ صورت ہے وہ مظہر ہے ہ مقہر ہے
نہ اس کا کوئی لاثانی ہے نہ اُس کا کوئی ہمسر ہے
مساوی ہے یہ اُس کے اور وہ اُس کے برابر ہے
وہ ہے بندہ نواز اور یہ جہاں میں بندہ پرور ہے
غرض ذات وصفت اور مرتبہ دونوں کا یکساں ہے
حکومت دونوں عالم کی انہیں کے زیر فرماں ہے
رسولوں سے وہ فائق ہے فزوں وہ انبیاء سے ہے
ملا وہ اورامیں ہے وہ جدا وہ ماورا سے ہے
خدا وہ انتہا میں تھا خدا وہ ابتدا سے ہے
اُسی کے بے وسیلہ مستقل رشتہ خدا سے ہے
زمانہ گر کرے یونہی جہاں بعد از جہاں پیدا
مگر توبہِ مسیح پاک سا منجی کہاں پیدا

محبت سے جہاں کو حق کا گرویدہ بنانے کو
وہ برہ آیا دنیا کے گناہوں کے اٹھانے کو
یہ شانِ فضل ورحمت تھی یہ ایثار محبت تھا
یہ اُس کے پیار کا دنیا میں معیار فضیلت تھا
بڑے اُس کے مراتب ہیں وہ فضل شان والا ہے
ہراک سائل کی خاطر اُس کا باب مرحمت وا ہے
وہ خالق ہے وہ داتا ہے وہ مالک ہے وہ آقا ہے
اُسے دیکھا ہے جس نے بس خدا کو اُس نے دیکھا ہے
صفات وفات میں وہ ہمسر شانِ الٰہی ہے
نہیں اس میں تصنع کچھ یہ انجیلی گواہی ہے
خدائے عدل کو رحم وطرفداری نہیں شایاں
ہے اُس کی ذات برحق عدل اورانصاف کی خواہاں
بجزکفارہ ممکن ہی نہ تھا کفارہ انساں
تقاضا عدل کا تھا ہوکوئی مصلوب اورقرباں
ہوا مصلوب دنیا کے لئے منجی محبت سے
کیا دروازہ فضل وکرم اپنی رحمت سے
کہا تھا جیسا اُس نے تیسرے دن ہوگیا زندہ

زمانہ شاد ہو بخشش کا ضامن ہوگیا زندہ
کرم اورفضل کی دولت کا خازن ہوگیا زندہ
خدائے پاک کا فرزند مومن ہوگیا زندہ
وہ دشمن جو اُسے مصلوب کرکے شادوفرحاں تھے
سنی جب اُس کے جی اٹھنے کی باتیں دل میں ترساں تھے
دمِ مصلوبیت جلوئے نظر آئے خدائی کے
کھلے ہرایک پر اسرارحق کی رونمائی کے
ہوئے دشمن بھی قائل اُس کی شان کبریائی کے
نہ کچھ تھا اوران کے لب پہ جزمدحت سرائی کے
ہراک کہتا تھا اُس دم یہ خدائی شان والا تھا
زمین وآسمان میں اُس کا رتبہ سب سے بالا تھا
وہ دنیا کی عدالت کے لئے تشریف لائیگا
گیا تھا بادلوں پر جیسے پھر وہ ویسے ہی آئیگا
ہراک انسان روزِحشر اپنا اجر پائے گا
جوبندے اُس کے ہیں اُن کو وہ پہلو میں بیٹھائے گا
حضوری مسیحا کے اُنہیں آئینگے خط کیا کیا
اوراُس کے پیاری کی باتوں سے وہ پائینگے خط کیا کیا

آکر ساتھ اپنے ہم کو لے جائیگا جنت میں
کریگا پیار ہم سے لطف فرمائیگا جنت میں
دلِ مضطر تسلی وسکوں پائیگا جنت میں
مسیحا کی مسیحائی کا حظ آئیگا جنت میں
زہے قسمت رہینگے اے سا ہم اُن مکانوں میں
ہمارے واسطے تیار ہیں جو آسمان میں